۷۲

بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں

مُصنّف

مولانا رضوان احمد نوری شریفی

الجامعة البركاتيه

باسمہٖ تعالیٰ

مصنّف

الجامعۃ البرکاتیہ

پوسٹ گھوسی ضلع مئو (یو. پی.)

ناشر

آل انڈیا بزم گلزارِ ملّت ناگ پور

نام کتاب : بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں

مصنف : مولانا رضوان احمد صاحب نوری شریفی
شیخ الادب دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم
وبانی الجامعۃ البرکاتیہ پوسٹ گھوسی ضلع مئو۔ (یوپی)

کمپوزنگ : محمد بلال اشرف قادری گھوسی

تعداد : گیارہ سو

سن طباعت : ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ/ اکتوبر ۲۰۱۳ء

صفحات : ۱۱۲

قیمت :

ملنے کے پتے

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی - ٦

تقریظ جلیل

قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضور مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری
قائم مقام حضور مفتی اعظم، أفاض اللہ علینا من برکاتہما۔
صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء وصدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ الکرام أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔

میں نے زیر نظر کتاب ''بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں'' کا پیش لفظ پڑھوا کر بغور سنا، اس سے پہلے اس مضمون کی کچھ قسطیں بھی سن چکا ہوں، بحمدہ تعالیٰ یہ رسالہ اہل سنت و جماعت کیلئے بہت مفید ہے خصوصاً اس کا پیش لفظ جس میں پوری کتاب کا اجمالی جائزہ لیا گیا سب سے پہلے پڑھنے کے قابل ہے۔ مجیب سلمہ القریب المجیب نے مذہب اہل سنت و جماعت کی خوب تائید کی اور حدیث افتراق امت کا صحیح مفہوم آیات واحادیث سے اور شراح حدیث کے اجماعی کلمات سے خوب آشکار کیا، اور اس خودساختہ تحقیق جس کے اندر صلح کلیت کو چھپانے کی کوشش کی گئی اور بزور زبان اسی کو مفہوم حدیث ٹھہرانا چاہا اس کا پردہ فاش کیا۔ اس خودساختہ تحقیق کی حمایت پر مضمون نگاری ونشر واشاعت کے ذریعہ سے جو لوگ کمربستہ ہوئے وہ بھی بے نقاب ہوئے، عوام اہل سنت اس پیش لفظ کو بار بار پڑھیں اور جو افراد صلح کلیت کی حمایت پر کمربستہ ہیں اور اس کے لیے وہ جو وسائل اختیار کر رہے ہیں ان سے ہوشیار رہیں اور مسلک اہل سنت جس کا دوسرا نام اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہے پر قائم رہیں اور اپنی شناخت برقرار رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور اس کتاب کو قبول عام بخشے "ویرحم اللہ عبدا قال آمینا"۔ قال بفمہ و أمر برقمہ۔

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ القوی
۲۵/ جمادی الأولی ۱۴۳۴ھ مطابق ۸/اپریل ۲۰۱۳ء

بصدور شئ من موجبات الکفر عنه (۱۰۴)

اس اہل قبلہ کی تکفیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے جو پوری زندگی اطاعت میں گزارے اور ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے یا حشر اجسام نہ ہونے، یا اللہ کو علم جزئیات نہ ہونے کا اعتقاد رکھے، اور اسی طرح اس اہل قبلہ کی تکفیر میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے جس سے موجبات کفر میں سے کوئی امر صادر ہو۔

ان المراد باهل القبلة في هذه القاعدة هم الذين لا ينكرون ضروريات الدين لا من يوجه وجهه الى القبلة فى الصلوٰة قال اللّٰه تعالٰى ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق و المغرب و لكن البر من آمن بالله و اليوم الآخر فمن انكر ضروريات الدين لم يبق من اهل القبلة۔ (۱۰۵)

اس قاعدے (یعنی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں ہے) میں اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں، نہ کہ وہ لوگ جو نماز میں قبلہ کی طرف منھ کرتے ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق ومغرب کی طرف رخ کرو بلکہ یہ ہے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، تو جس نے ضروریات دین کا انکار کیا وہ اہل قبلہ میں سے نہیں رہا۔

ان عبارتوں سے واضح ہوا کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی خلاف اسلام عقیدہ کیوں نہ رکھے مگر زبان سے کلمۂ طیبہ پڑھتا ہو اور کعبہ کی طرف منھ کرکے نماز پڑھے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، دراصل ایسا شخص اہل قبلہ میں شامل ہی نہیں ہے اور اس کی تکفیر کرنے میں ہمارے علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے"۔

میں پوچھتا ہوں کہ مذکورہ عبارتوں میں اہل قبلہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ تو اس کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ اہل قبلہ سے مراد امت اجابت ہی ہے اور مذکورہ تمام علمائے ربانیین نے ان کو ضروریات دین کے منکر ہونے پر کافر کہا ہے جس سے یہ بات روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ امت اجابت میں سے جو بھی کسی

ضروری دین کا منکر ہوگا وہ یقینا قطعاً اجماعاً کافر ہوگا۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد میں لفظ امتی سے اگرچہ امت اجابت مراد ہے مگر جب کوئی ضروری دین یا ضروریات دین کا منکر ہوگا یا اصول عقائد سے انحراف کرے گا تو یقینا قطعاً اجماعاً کافر و مرتد ہو جائے گا، ہاں کفر کے بعد اس کو امت اجابت میں شمار نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اسے اہل قبلہ کہا جائے گا۔

اسی لیے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

''خبثائے مبتدعین مثل وہابیہ و رافضیہ وغیر مقلدین امت اجابت سے نہیں کافروں کی طرح امت دعوت سے ہیں، لہٰذا اجماع میں ان کا خلاف معتبر نہیں[1] اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''ابن علیہ مردے از محدثین است عدد او در مجتہدین ائمہ نیست و اگر باشد متفرد ست وظاہر یہ خود مبتدع انند و مبتدع را در اجماع اعتبار نیست و وفاقش ملحوظ نہ شود و بخلافش خلل نہ پزیرند لانهم ليسوا من الامة على الاطلاق كما فى التوضيح و غيره ليسوا من امة الاجابة و انما هم من امة الدعوة كما فى المرقاة و غيرها۔"[2] (ابن علیہ محدثین میں سے ایک شخص ہے اس کا شمار ائمۂ مجتہدین میں نہیں ہے اور اگر ہے تو منفرد ہے اور ظاہر یہ خود بدعتی ہیں اور بدعتی کا اجماع میں کوئی اعتبار نہیں اور ان کے اتفاق کا لحاظ نہیں ہوتا اور ان کے خلاف سے خلل نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ امت مطلقہ میں سے نہیں ہیں جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ہے کہ وہ امت اجابت میں سے نہیں بلکہ وہ امت دعوت میں سے ہیں جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے)۔

غلط فہمی کا ازالہ:

مولانا موصوف لکھتے ہیں ''بعض غیر محتاط اور متشدد لوگوں نے یہاں "خلود فی

[1] فتاویٰ رضویہ ششم ص ۴۴ [2] فتاویٰ مصطفویہ ص ۵۵۷

ایک سطر کے بعد تحریر فرماتے ہیں "نصبه على المصدر أى يحذو نهم حذ وا مثل حذو االنعل بالنعل أى تلك المماثلة المذ كورة فى غاية المطابقة و الموافقة" (یعنی حذو النعل مصدر کی بنیاد پر منصوب ہے اور مطلب یہ ہے کہ میری امت بنو اسرائیل کی پورے طور پر پیروی کرے گی ان دونوں میں پورے طور پر یکسانیت اور برابری ہوگی جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے یعنی جس مماثلت کا حدیث میں ذکر ہے وہ غایت درجہ کی مطابقت وموافقت میں مماثلت ہے)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ امت ظاہر وباطن دونوں اعتبار سے بنو اسرائیل کے بالکل موافق ہوگی اور ان دونوں میں پوری پوری یکسانیت پائی جائے گی اور پوری یکسانیت اسی صورت میں ہوگی جب کہ دونوں کے اعمال وعقائد ایک دوسرے کے موافق ہوں چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح کی یکسانیت کو بیان فرمایا ہے، ظاہری برابری اور یکسانیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "حتى ان كان منهم من اتى أمه علانية لكان فى امتى من يصنع" (یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں سے اعلانیہ زنا کیا تو میری امت میں بھی وہ ہوگا جو ایسا کرے گا) یہ اعمال کی برابری کا ذکر ہے یعنی بدتر سے بدتر گناہ جو بنو اسرائیل میں پائے جاتے تھے یا پائے جائیں گے میری امت بھی اس کی مرتکب ہوگی

اس کے بعد باطنی برابری اور یکسانیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "و ان بنى اسرائيل تفرقت على ثنيتين و سبعين ملة و تفترق امتى على ثلاث و سبعين ملة كلهم فى النار الا ملة واحدة" (اور بیشک بنو اسرائیل بہتر ملت (فرقے) میں بٹ گئے اور میری امت تہتر ملت (فرقوں) میں بٹ جائے گی) سوائے ایک (اہل) ملت (فرقہ) کے سب جہنم میں جائیں گے) یہاں باطنی مطابقت اور یکسانیت اس طور پر ہے کہ کہ بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور ان سب کے عقائد وخیالات باطل تھے جن کی وجہ سے ان کے دلوں سے ایمان رخصت ہوگیا اور

جہنم کے مستحق ہوگئے اس میں ہمیشہ رہیں گے جس کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں ہے ان میں سے چند آیتیں پیش کی جارہی ہیں۔

پہلے پارہ رکوع ۸ میں ہے "وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّاماً مَّعْدُوْدَةً. قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَاللّٰهِ عَهْداً فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ فَاُوْلٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ" (اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن تم فرمادو کیا خدا سے تم نے عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں، ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں میں ہے انھیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے)

اور تیسویں پارہ رکوع ۲۳ میں ہے "اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اُوْلٰئِكَ شَرُّ الْبَرِيَّةِ" (بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔

ان آیتوں سے معلوم ہوگیا کہ بنو اسرائیل کے بہتر فرقے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تہتر فرقوں میں بٹے گی مگر ان میں بھی بہتر ہی فرقوں کے عقائد وخیالات باطل ہوں گے، ان کے بھی دلوں سے ایمان رخصت ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ بھی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، اس طرح بنو اسرئیل اور امت محمد کے بہتر فرقوں کے درمیان پوری پوری موافقت اور یکسانیت ہوگی۔

اگر یہ کہا جائے کہ امت محمدیہ کے بہتر فرقے وقتی طور پر جہنم میں داخل ہوں گے ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے تو بنو اسرائیل اور امت کے درمیان غایت درجہ کی مطابقت وموافقت متحقق نہیں ہوگی اس لیے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صرف بنو اسرائیل کے عقائد وخیالات منافی ایمان ہوں جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں

گے اور امت کے بہتر فرقوں کے عقائد و خیالات منافی ایمان نہ ہوں گے صرف بدعت مفسقہ کی وجہ سے جہنم میں مطابقت ہوگی، اس لیے کہ بنو اسرائیل ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں گے اور امت کے بہتر فرقے عارضی طور پر داخل ہوں گے لہٰذا اعمال میں تو مطابقت اور یکسانیت پائی جائے گی مگر عقائد میں موافقت نہ ہوگی جو سراسر حذو النعل بالنعل کے مقتضا کے خلاف اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے خلاف ہے اس لیے کہ "وان بنی اسرائیل" میں واو حرف عطف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حذو النعل بالنعل کا تعلق اعمال سے بھی ہے اور عقائد سے بھی ہے اور جب اعمال وعقائد دونوں میں یکسانیت پورے طور پر پائی جائے گی تو امت کے بہتر فرقے بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، اس پر حضور صلی اللہ علی وسلم کا ارشاد کلھم فی النار الا واحدۃ ایسی روشن دلیل ہے جس کو رد نہیں کیا جا سکتا، یہ ارشاد گرامی دلیل کیسے ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مستثنیٰ کو سمجھا جائے کہ مستثنیٰ کیا چیز ہے اور اس کا استعمال کیوں اور کب ہوتا ہے؟۔

مستثنیٰ، اس اسم کو کہتے ہیں جو الا اور اس کے اخوات (امثال) لفظِ غیر وغیرہ کے بعد مذکور ہوتا ہے، الا سے پہلے والے لفظ کو مستثنیٰ منہ اور اس کے بعد والے لفظ کو مستثنیٰ کہتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بتایا جائے کہ جو حکم مستثنیٰ منہ کی طرف منسوب ہے وہ مستثنیٰ کی طرف منسوب نہیں ہے، مستثنیٰ کی دو قسم ہے متصل اور منقطع یہاں مستثنیٰ متصل ہے اور مستثنیٰ متصل اس اسم کو کہتے ہیں جس کو اِلَّا اور اس کے امثال کے ذریعہ متعدد سے باعتبار حکم خارج کیا گیا ہو، جیسے جاء نی القوم اِلَّا زیدا (میرے پاس قوم آئی مگر زید نہیں آیا) دیکھئے یہاں قوم متعدد ہے اس لیے کہ قوم میں متعدد افراد ہوتے ہیں اور زید قوم میں داخل اور اس کا ایک فرد ہے مگر مجئ (آنے) کے حکم میں داخل نہیں بلکہ اس کو آنے کے حکم سے خارج کر دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل نہیں ہوتا۔

اب حدیث شریف کے ٹکڑے کلھم فی النار الا ملة واحدةٍ میں غور کیجئے، ملة واحدة، کلھم میں داخل ہے اور اس کا ایک فرد ہے مگر فی النار کے حکم سے خارج کر دیا گیا ہے، یہاں خلود فی النار مراد نہ ہو تو ملة واحدة کو خارج کرنا درست نہیں ہوگا اس لیے کہ فرقۂ ناجیہ کے گنہگار بھی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے پھر نکال دیے جائیں گے، لہٰذا ضروری ہے کہ کلھم فی النار کا معنیٰ یہ ہو کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ورنہ استثنا درست نہیں ہوگا، لہٰذا حدیث شریف کے الفاظ سے یہ ثابت ہو گیا کہ امت کے بہتر فرقے بھی بنو اسرائیل کے بہتر فرقوں کی طرح جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کی تائید دوسری حدیثوں سے بھی ہو رہی ہے بعض سے اجمالاً اور کنایۃً اور بعض سے صراحۃً تائید ہو رہی ہے جس حدیث سے اجمالاً ہمارے نظریہ کی تائید ہو رہی ہے وہ احمد اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے "ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَاِنَّهٗ سَيَخْرُجُ فِي اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰى بِهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ بِصَاحِبِهٖ لَا يَبْقٰى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ" اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے افتراق امت کی حدیث سے متصلاً ذکر کیا ہے اور سنن ابی داؤد میں بھی یہ حدیث افتراق امت والی حدیث کے ساتھ مذکور ہے مگر تھوڑا فرق ہے، مشکوٰۃ میں تجاری اور یتجاری الکلب بصاحبہ ہے اور سنن میں تجاری اور یتجاری الکلب لصاحبہ اور بصاحبہ دونوں ہے، حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے (بہتر فرقے جہنم میں جائیں ے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا وہ جماعت (اہل سنت و جماعت) ہے اور بیشک میری امت سے ایسی قومیں نکلیں گی جن میں خواہشات نفسانی (بدعتیں اور برے عقیدے) اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح پاگل کتے کا زہر کاٹے ہوئے شخص کی رگ و ریشہ میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ باقی

نہیں رہتا)

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہشات نفسانی (بدعتوں) میں ڈوبی ہوئی قوموں کو، پاگل کتے کے کاٹے ہوئے شخص سے تشبیہ دی ہے جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ان قوموں کی تمام رگوں، ریشوں اور جوڑوں میں بدعتیں اور برے عقیدے سرایت کر جائیں گے اور جن قوموں کی یہ پوزیشن ہوگی ان کا ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا اس لیے کہ جس کا ایمان محفوظ ہوگا اس کی یہ پوزیشن نہیں ہوسکتی کیونکہ ایمان جو اعظم طاعت ہے اس کے ساتھ ہوگا، اور جب قوموں کا حال یہ ہوگا تو علم دین سے بھاگیں گی، حق بات کو قبول نہیں کرسکتیں، علم سے محروم ہوکر کفر وجہل کی وادیوں میں بھٹکتی ہوئی مر جائیں گی اور ان قوموں کی صحبت میں رہنے والا بھی انھیں جیسا ہو جائے گا جس طرح سگ گزیدہ پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا، پانی سے محروم رہ کر پیاسا مر جاتا ہے اور جس کو کاٹ لیتا ہے اسے بھی اپنے جیسا بنا دیتا ہے۔

چنانچہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''وتشبیہ اہل اہوا بصاحب ایں علت بجہت آنست کہ بر صاحبش مستولی گرد دو اعراض ردیہ از وے متولد شود وضرر آں از وے بدیگرے تجاوز کند چنانکہ علت بدعت وہوی در اہل اہوا چنانکہ صاحب علت کلب از آب بگریز دو نتوانند آنرا خورد و تشنہ بمیرد ہمچنیں اہل اہوا از علم دین بگریزند و نتوانند از اں مستفیذ شوند ومحروم از اں بمیرند ودر بادیۂ جہل و باویۂ بدعت جان دہند نسأل اللہ العافیۃ'' (اور اہل بدعت کو اس بیماری والے (سگ گزیدہ) سے تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ اس موذی مرض کا اثر سگ گزیدہ کے پورے بدن میں ہوتا ہے اور اس سے کئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کا ضرر و نقصان دوسرے تک پہنچ جاتا ہے جس طرح بدعت کی بیماری اہل بدعت میں سرایت کر جاتی ہے اور جس طرح باولے پن کی بیماری والا (سگ گزیدہ) پانی سے بھاگتا ہے، پانی پی نہیں سکتا اور پیاسا مر جاتا ہے اسی طرح اہل بدعت علم دین سے بھاگتے

ہیں اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور اس سے محروم ہوکر جہل کی وادی اور بدعت کے گڈھے میں جان دے دیتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)

چنانچہ آج جتنے باطل فرقے ہیں سب کا حال یہی ہے مذکورہ تمام صفتیں ان کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

اور اہل سنت وجماعت کے نظریہ کی صراحۃً تائید مندرجہ ذیل حدیثوں سے ہو رہی ہے گویا مندرجہ ذیل حدیثیں مذکورہ حدیث کی تفسیر ہیں امام احمد نے مسند میں، طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے مستدرک میں، ابونعیم نے حلیہ میں، حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوداؤد طیالسی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں کی ہے "یَخْرُجُ مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ" یا "یَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ. کُلَّمَا قَطَعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ حَتّٰی یَکُوْنَ آخِرُ هُمْ یَخْرُجُ مَعَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ" (یعنی مشرق سے ایک قوم نکلے گی، یا مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے قرآن پڑھیں گے وہ انکے حلقوں سے آگے نہیں بڑھے گا جب جب ایک نسل ختم ہوگی دوسری نسل پیدا ہوگی یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ (کنز العمال ۱۱/ ۱۸۰/ ۱۸۱)

کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ مسیح دجال کے ساتھ نکلنے والا شخص مومن ہوگا؟ ہرگز وہ مومن نہیں ہوگا اور جب وہ مومن نہی ہوگا تو وہ نسلیں اور فرقے جن میں کا وہ آخری شخص ہوگا کیسے مومن ہوسکتی ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ تمام نسلیں اور فرقے بے ایمان ہوں گے جس کی صراحت دوسری حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اِنَّهٗ یَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ لَئِنْ اَدْرَکْتُهُمْ لَاَقْتُلُهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدِ" اس (ذوالخویصرہ تمیمی) کی نسل سے ایک قوم

یجمعهم و یشتمل علیهم۔

ڈاکٹر مذکورہ عبارت کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنے کے بعد کتاب کے نام مقالات الاسلامیین کو بھی دلیل میں پیش کیا اور کہا کہ اگر وہ فرقے خارج از اسلام ہوتے تو اس کتاب کا نام مقالات المرتدین ہونا چاہیے تھا اس کتاب کو مقالات الاسلامیین کے نام سے موسوم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جن فرقوں کا اس میں ذکر ہے وہ اسلام سے خارج نہیں۔

یہاں بھی مولانا غلط فہمی کے شکار ہوئے ہیں کیونکہ مذکورہ نام رکھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ کتاب میں مذکورہ تمام فرقے مسلمان ہیں اسلام سے خارج نہیں ہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ فرقے عقائد باطلہ اور عقائد کفریہ کے باوجود اسلام کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اس اعتبار سے کتاب کا نام "مقالات الاسلامیین" رکھا۔ ورنہ ان فرقوں کو مسلمان ماننا لازم آئے گا جو قطعاً یقیناً کافر ہیں اس لیے کہ ان فرقوں کا بھی اس کتاب میں ذکر ہے خود مولانا کے نزدیک جو فرقے بالاجماع کافر ہیں جیسے سبائیہ، جہمیہ اور وہ روافض جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اللہ مانتے ہیں ان تمام فرقوں کا امام اشعری علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ فاسدہ کو بیان فرمایا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ امام موصوف نے جن فرقوں کے بارے میں "اِلا ان الاسلام یجمعهم ویشتمل علیهم" فرمایا ہے ان سے مراد وہی فرقے ہیں جن کی گمراہ و بدعت حد کفر تک نہیں پہنچی ہے۔

(۲) "شرح سفر السعادۃ میں حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "مراد بدخول نار و نجات ازاں بجہت عقیدہ است نہ عمل والا دخول فرقۂ ناجیہ در نار بجزائے عمل نیز جائز است، ایں فرقہ ہمہ اہل قبلہ اند و تکفیر آنہا مذہب اہل سنت و جماعت نہ، اگرچہ کفر برانہا لازم آید" (ان فرقوں کے جہنم میں داخل ہونے اور اس

سے نجات حاصل ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ دخول عقیدہ کے سبب ہوگا عمل کے سبب نہیں، ورنہ عمل کی جزا کے طور پر فرقہ ناجیہ کا بھی جہنم میں داخل ہونا جائز ہے، یہ تمام فرقے اہل قبلہ ہیں، مذہب اہل سنت پر ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی اگرچہ ان پر کفر لازم آئے"۔

یہاں شیخ کا تمام فرقوں کو اہل قبلہ کہنا اور یہ کہنا کہ اگرچہ انپر کفر لازم آئے ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہ دلیل ہے کہ کفر التزامی کے مرتکب نہ ہوں زیادہ سے زیادہ کفر لزومی کے مرتکب ہوں تو ایسے لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے لیکن وہ فرقے جن کی گمراہی اور بدعقیدگی اصول عقائد میں مخالفت کی وجہ سے حد کفر تک پہنچ چکی ہو اور کفر التزامی کے مرتکب ہوں تو وہ یقیناً اجماعاً ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

(۳) "امام ربانی مجدد الف ثانی نے بھی مکتوبات میں یہی موقف اختیار کیا ہے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "باید دانست کہ مراد از قول آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ در حدیث تفریق این امت بہفتاد و دو فرقہ واقع شدہ است کلهم فی النار الا واحدہ دخول شاں است در نار و مکث شاں است در عذاب آن نہ خلود در نار و دوام در عذاب آنکہ منافی ایمان و مخصوص بکفار" (جاننا چاہیے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کلهم فی النار اِلا واحدۃ جو حدیث افتراق امت میں وارد ہوا ہے سے مراد ان کا جہنم میں داخل ہونا اور عذاب میں کچھ وقت گذارنا ہے نہ کہ (مراد یہ ہے کہ) خلود فی النار اور عذاب میں ہمیشہ رہنا جو کہ ایمان کے منافی ہے اور کفار کے ساتھ مخصوص ہے"۔

اس عبارت سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ جو فرقے کفر التزامی کے مرتکب نہیں ہوں گے وہ جہنم سے نکالے جائیں گے اور جو کفر التزامی کے مرتکب ہوں گے وہ ہمیشہ رہیں گے اس لیے کہ ان کے پاس ایمان ہوگا ہی نہیں کہ جہنم میں ہمیشہ رہنا منافی ایمان ہو۔

بارے میں نہیں، اس لیے کہ خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں بہت سارے فرقوں کو بالاتفاق کافر و مرتد قرار دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان فرقوں کا بھی ذکر آئندہ قسطوں میں کیا جائے گا۔

مولانا موصوف نے "دخول فی النار" مراد لینے کی ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان فرقوں کو افتراق کے باوجود امت ہی میں شمار کیا ہے اور اس سلسلہ میں امام بیہقی کی عبارت نقل کی ہے اور ان کے علاوہ امام ابو سلیمان خطابی اور مولٰنا انوار اللہ فاروقی رحمہما اللہ تعالیٰ کے اقوال بھی پیش کیے ہیں جن سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ بہتر فرقے کافر نہیں ہو سکتے اس لیے کہ وہ امت اجابت میں سے ہیں حالانکہ امام بیہقی علیہ الرحمہ کی اسی عبارت سے ان کے نظریہ کی تغلیط ہو رہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں "اما تخلید من عداهم من اهل البدع فی النار فهو مبنی علی تکفیر هم فمن لم یکفر هم اجراهم بالخروج من النار باصل الایمان مجری الفساق المسلمین و حمل الخبر علی تعذیبهم بالنار مدة من الزمان دون الابد و احتج فی ترك القول بتکفیر هم بقوله صلی الله علیه وسلم تفترق امتی فجعل الجمیع مع افتراهم من امته" (اور رہی یہ بات کہ ان کے علاوہ باقی اہل بدعت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے تو یہ ان کے کافر[۱] ہونے کی بنیاد پر ہے، جن لوگوں نے ان کی تکفیر نہیں کی ہے انھوں نے ان اہل بدعت کو ایمان کی بنیاد پر دوزخ سے نجات پانے میں گناہگار مسلمان کے درجے میں رکھا ہے اور حدیث (افتراق امت) کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ دوزخ میں ان کا عذاب ایک مدت تک ہوگا ابدی عذاب نہیں ہوگا اور انکی تکفیر نہ کرنے میں ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے[۲] استدلال کیا ہے تفترق

---

[۱] "ان کے کافر ہونے" کی بجائے "ان کو کافر قرار دینے کی بنیاد پر" ہونا چاہیے۔

[۲] مذکورہ عبارت یوں ہوتی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول تفترق امتی سے استدلال کیا ہے::

امہی یعنی افتراق کے باوجود ان سب کو امت ہی میں شمار کیا ہے)

اس عبارت میں دو نظریہ پیش فرمایا ہے (۱) اہل بدعت کا ان کی تکفیر کی بنیاد پر جہنم میں ہمیشہ رہنا (۲) اہل بدعت کا ان کی عدم تکفیر کی بنیاد پر ایک مدت تک جہنم میں رہنا، پہلے نظریہ کی عبارت "اما تخلید من عداهم من اهل البدع فی النار فهو مبنی تکفیر هم" ہے، ظاہر ہے کہ اہل بدعت امت اجابت ہی میں سے ہوتے ہیں اس لیے اس عبارت سے یہ ثابت ہو رہا ہیکہ وہ اہل بدعت جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے امت اجابت ہی میں سے ہوں گے، ہاں کافر ہو جانے کے بعد ان کا شمار امت اجابت میں نہیں ہوگا چنانچہ صاحب مرقاۃ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "قال صاحب التلویح لان المبتدع و ان کان من اهل القبلة فهو من امة الدعوة دون المتابعة کالکفار" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص: ۶۵۴)

یعنی صاحب تلویح نے فرمایا کہ بدعتی (جس کی بدعت حد کفر تک پہنچ چکی ہے) اگرچہ اہل قبلہ میں سے ہوتا ہے وہ امت دعوت میں سے ہوگا نہ کہ امت متابعت میں سے جس طرح کفار (امت دعوت) ہیں۔

اور یہی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ دوسری جگہ، حدیث "ان الله لا یجمع امتی او قال امة محمد علی ضلالة" کے تحت تحریر فرماتے ہیں "و قال ابن مالك المراد امة الاجابة ای لا یجتمعون علی ضلالة غیر الکفرولذا ذهب بعضهم الی ان اجتماع الامة علی الکفر ممکن بل واقع الا انها لا تقبی بعد الکفر امة له و المنفی اجتماع امة محمد علی الضلالة" (یعنی حدیث ان اللہ الخ (بیشک اللہ میری امت کو یا فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائیگا) کے تحت فرماتے ہیں کہ ابن مالک نے فرمایا کہ امت سے مراد امت اجابت ہے یعنی امت اجابت کے لوگ کفر کے علاوہ گمراہی پر اکٹھا نہیں ہوں گے اسی لیے بعض اس طرف گئے ہیں کہ امت (اجابت) کفر پر اکٹھا ہو سکتی

بصدور شئ من موجبات الکفر عنہ (۱۰۴)

اس اہل قبلہ کی تکفیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے جو پوری زندگی اطاعت میں گزارے اور ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے یا حشر اجسام نہ ہونے، یا اللہ کو علم جزئیات نہ ہونے کا اعتقاد رکھے، اور اسی طرح اس اہل قبلہ کی تکفیر میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے جس سے موجبات کفر میں سے کوئی امر صادر ہو۔

ان المراد باھل القبلۃ فی ھذہ القاعدۃ ھم الذین لا ینکرون ضروریات الدین لا من یوجہ وجھہ الی القبلۃ فی الصلوٰۃ قال اللّٰہ تعالیٰ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق و المغرب و لکن البر من آمن باللّٰہ و الیوم الآخر فمن انکر ضروریات الدین لم یبق من اھل القبلۃ۔ (۱۰۵)

اس قاعدے (یعنی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں ہے) میں اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں، نہ کہ وہ لوگ جو نماز میں قبلہ کی طرف منھ کرتے ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق و مغرب کی طرف رخ کرو بلکہ یہ ہے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، تو جس نے ضروریات دین کا انکار کیا وہ اہل قبلہ میں سے نہیں رہا۔

ان عبارتوں سے واضح ہوا کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی خلاف اسلام عقیدہ کیوں نہ رکھے مگر زبان سے کلمۂ طیبہ پڑھتا ہو اور کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، دراصل ایسا شخص اہل قبلہ میں شامل ہی نہیں ہے اور اس کی تکفیر کرنے میں ہمارے علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے"۔

میں پوچھتا ہوں کہ مذکورہ عبارتوں میں اہل قبلہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ تو اس کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اہل قبلہ سے مراد امت اجابت ہی ہے اور مذکورہ تمام علمائے ربانیین نے ان کو ضروریات دین کے منکر ہونے پر کافر کہا ہے جس سے یہ بات روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ امت اجابت میں سے جو بھی کسی

ضروری دین کا منکر ہوگا وہ یقینا قطعاً اجماعاً کافر ہوگا۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد میں لفظ امتی سے اگر چہ امت اجابت مراد ہے مگر جب کوئی ضروری دین یا ضروریات دین کا منکر ہوگا یا اصول عقائد سے انحراف کرے گا تو یقینا قطعاً اجماعاً کافر و مرتد ہو جائے گا، ہاں کفر کے بعد اس کو امت اجابت میں شمار نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اسے اہل قبلہ کہا جائے گا۔

اسی لیے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

"خبثائے مبتدعین مثل وہابیہ و رافضیہ و غیر مقلدین امت اجابت سے نہیں کافروں کی طرح امت دعوت سے ہیں، لہٰذا اجماع میں ان کا خلاف معتبر نہیں[1] اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "ابن علیہ مردے از محدثین است عدد او در مجتہدین ائمہ نیست و اگر باشد متفرد است و ظاہر یہ خود مبتدع انند و مبتدع را در اجماع اعتبار نیست و وفاقش ملحوظ نہ شود و بخلافش خلل نہ پزیرند لانھم لیسوا من الامۃ علی الاطلاق کما فی التوضیح و غیرہ لیسوا من امۃ الاجابۃ و انما ھم من امۃ الدعوۃ کما فی المرقاۃ و غیرھا۔"[2] (ابن علیہ محدثین میں سے ایک شخص ہے اس کا شمار ائمۂ مجتہدین میں نہیں ہے اور اگر ہے تو منفرد ہے اور ظاہر یہ خود بدعتی ہیں اور بدعتی کا اجماع میں کوئی اعتبار نہیں اور ان کے اتفاق کا لحاظ نہیں ہوتا اور ان کے خلاف سے خلل نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ امت مطلقہ میں سے نہیں ہیں جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ہے کہ وہ امت اجابت میں سے نہیں بلکہ وہ امت دعوت میں سے ہیں جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے)۔

غلط فہمی کا ازالہ:

مولانا موصوف لکھتے ہیں "بعض غیر محتاط اور متشدد لوگوں نے یہاں "خلود فی

[1] فتاویٰ رضویہ ششم ص ۳۴ [2] فتاویٰ مصطفویہ ص ۵۵۷